Journal of Semitic Religions
Vol. 01. Issue 02 **(2022)**

آل پارٹیز کانفرنس اور مسئلہ کشمیر

(ڈاکٹر شبیر چوہدری، سرگودھا یونیورسٹی)

Abstract:

The stakeholders of Gilgit-Baltistan were not invited in the All-Parties Conference. However, some individuals must have participated in this conference individually, Rakim also made sure to participate in this program through Facebook Live, but there was no opportunity to ask questions. found It is good that Kashmiris have realized today that definition of Kashmir is not possible without including Gilgit-Baltistan. It is also a good development that Kashmiris have realized today that wrong decisions were taken by their rulers in the past regarding Gilgit-Baltistan. Due to which the people of Gilgit-Baltistan have a wrong impression about Kashmiris that these people are actually against the rights of Gilgit-Baltistan. Among the demands that were mentioned in this conference was the formation of a coalition government by combining Kashmir and the second option was to give Gilgit-Baltistan an autonomous system on the style of Azad Kashmir. Therefore, as a resident of Gilgit-Baltistan, make this clear. I would like to say that the view of the people of Gilgit-Baltistan is slightly different from this. Our people's long-standing demand is for a constitutional province, but we all know that by doing so, the Indian position on the Kashmir issue can prevail and if Gilgit-Baltistan is constitutional. If they become a province, of course, for this process, amendment of the Constitution of Pakistan is necessary, without which this is not possible. In case of doing this, the foreign policy of the Kingdom of God and the Kashmir cause within the United Nations can be dealt a deep blow.

Keywords: Azad Kashmir, Gilgit-Baltistan, All-Parties Conference.

لندن میں میاں نواز شریف کی طرف سے منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس اور اسلام آباد کے مرکز میں ہونے والا ڈرامہ دونوں اختتام پذیر ہو گئے۔ دونوں اہم واقعات کی موروثی ناکامیاں اور شکستیں ان کی بہت مشہور 'فتح' سے منسلک ہیں۔ یہ ڈرامہ جو بڑی چالاکی سے لکھا گیا تھا لیکن غیر پیشہ ورانہ طریقے سے اور حکومت کی حمایت اور مضبوطی کے لیے پیش کیا گیا تھا، اس کا انجام المناک ہوا جس کے موجودہ حکومت اور پاکستان کے مستقبل پر سنگین اثرات مرتب ہوں گے۔

نواز شریف کو لگتا ہے کہ انہوں نے اپنا مقام بڑھالیا ہے اور اس سے کچھ حاصل کر لیا ہے، لیکن بہت سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا انہوں نے واقعی اس سے کچھ حاصل کیا ہے؟ اے پی سی پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتحال کے پیش نظر ایک اہم تقریب تھی اور ملک کے مستقبل کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ تاہم حکومتی وزراء اس کی اہمیت کو کم کر

رہے ہیں۔اور ریلوے کے وزیر شیخ رشید، جو ریلوے کے بارے میں کم اور سیاست کے بارے میں زیادہ بولتے ہیں،اور تھوڑی ڈھیلی توپ ہونے کی شہرت رکھتے ہیں، نے کہا، یہ ایک 'جمعہ بازار' (جمعہ بازار) تھا۔

بہت سے لوگوں کے خیال میں یہ اے پی سی کے معزز شرکاء کی توہین تھی، جس میں کئی سرکردہ رہنما بھی شامل تھے، حتیٰ کہ دو بار کے سابق وزیر اعظم، پی پی پی کے سینئر رہنما، ایم ایم اے کے رہنما اور قائد حزب اختلاف اور دیگر قوم پرست رہنما بھی شامل تھے۔کچھ مبصرین نے اے پی سی کو 'اینٹی پرویز کانفرنس' قرار دیا ہے، کیونکہ زیادہ تر شرکاء جنرل مشرف اور ان کی حکومت کے خلاف تھے۔ایم کیو ایم کے ایک مبصر نے کہا، چونکہ وہاں حکمران اتحاد کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہیں تھا، اس موٹ کو آل پارٹیز کانفرنس نہیں کہا جانا چاہیے، بلکہ اسے او پی سی (اپوزیشن پارٹیز کانفرنس) کہا جانا چاہیے۔

اس کے علاوہ سنجیدہ مبصرین کے پیش نظر اے پی سی حکومت کا سامنا کرنے یا بے دخل کرنے کے لیے کوئی ٹھوس تجاویز پیش کرنے یا پیش کرنے میں ناکام رہی ہے۔اگر پارٹیوں میں تقسیم کچھ زیادہ واضح ہو گئی ہے اور شاید موقع پرستوں کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ وہ یا تو جنرل مشرف کے بینڈ ویگن پر رہیں یا اس پر کود پڑیں تاکہ مستقبل کے سیٹ اپ میں کوئی سازگار مقام حاصل کیا جا سکے۔

کانفرنس کا ٹیمپو جنرل مشرف کی فوجی حکمرانی اور الطاف حسین کے خلاف تھا جو ایم کیو ایم کے لیے زیادہ انتخاب نہیں چھوڑتا۔جنرل مشرف کی فوجی حکمرانی کی مخالفت اور اسی انداز میں حکومت کرنے پر اصرار کی منطق تو نظر آتی ہے لیکن اے پی سی کا یہ اعلان کہ وہ ایم کیو ایم کے ساتھ کام نہیں کریں گے، سمجھ سے بالاتر ہے۔ایم کیو ایم اپنی غلطیوں اور 12 مئی کے کردار کے باوجود ایک پارلیمانی جماعت ہے جس کا وفاقی اور صوبائی سطح پر زبردست اثر و رسوخ ہے۔اور بائیکاٹ کی سیاست کمزور سیاسی نظام کو مضبوط کرنے میں مدد نہیں دے گی۔

اگر سیاستدان سمجھتے ہیں کہ وہ کراچی اور حیدرآباد میں ایم کیو ایم کو گھیر سکتے ہیں تو وہ غلط ہیں کیونکہ ایک بار جن بوتل سے باہر ہو جائے گا تو وہ واپس نہیں جائے گا۔اور اسے زبردستی بوتل میں ڈالنے کی جدوجہد کے نتیجے میں بوتل ٹوٹ سکتی ہے۔یہ بات قابل بحث ہے کہ ایم کیو ایم پاکستان میں جمہوری نظام کو مضبوط کر سکتی ہے یا معاشی استحکام اور خوشحالی لانے میں مدد کر سکتی ہے لیکن کوئی بھی اس کی افراتفری پھیلانے اور عدم استحکام پیدا کرنے کی صلاحیت پر سوال نہیں اٹھاتا اور ملک بالخصوص پاکستان کے معاشی حب کراچی کے استحکام کو خطرہ لاحق ہے۔

اس زمینی حقیقت کے پیش نظر، سوچتا ہوں کہ کیا ایم کیو ایم سے تمام سیاسی تعلقات منقطع کرنا ایک اچھی حکمت عملی تھی؟ یہ سیاست اور جمہوریت کے لیے اچھا نہیں ہے کہ پارلیمانی جماعتیں مکالمے اور بات چیت کے دروازے بند کر دیں، خاص طور پر ایسے ملک میں جسے بہت سے اندرونی اور بیرونی چیلنجز کا سامنا ہے۔اور جہاں جمہوریت، احتساب، شفافیت اور رواداری کی جڑیں بہت کمزور ہیں۔

اے پی سی نے جموں وکشمیر کے مستقبل کے بارے میں ایک معقول قرارداد منظور کرتے ہوئے کہا کہ کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ عوام کی خواہشات اور امنگوں کے مطابق کرنے دیا جائے۔ عملی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ جموں وکشمیر کے لوگ کوئی بھی فیصلہ لے سکتے ہیں: یہ الحاق، آزاد کشمیر یا حتمی تصفیہ سے پہلے کوئی اور موقف ہو سکتا ہے جو لوگوں کے لیے قابل قبول ہو، جب تک کہ اس سے تنازعہ کشمیر کو حل کرنے میں مدد ملے۔ اور خطے میں امن قائم کریں۔

لیکن امن ہر کسی کے مفاد میں نہیں ہے، خاص کر ان لوگوں کے مفاد میں جنھوں نے تنازعہ کشمیر کو کاروبار بنا رکھا ہے۔ یہ لوگ جانتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں خواہ اب ان کی اہمیت یا مطابقت کیوں نہ ہو، حل فراہم کرنے میں ناکام رہی۔ ان قراردادوں نے کشمیری عوام کو آزادی کے حق سے محروم کر دیا اور بھارت اور پاکستان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ان کے انتخاب کو محدود کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ قراردادیں لوگوں کو خود ارادیت کا حق نہیں دیتیں بلکہ انہیں صرف الحاق کا حق دیتی ہیں۔ مزید برآں پاکستان نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اپنی افواج واپس بلانے سے انکار کر دیا اور بعد ازاں بھارت نے بھی کشمیر کو اپنا 'اٹوٹ انگ' کہنا شروع کر دیا۔

اس کے علاوہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان شملہ معاہدہ ان قراردادوں کو بے کار بنا دیتا ہے، کیونکہ یہ دونوں حکومتوں پر زور دیتا ہے کہ وہ دوطرفہ بات چیت کے ذریعے حل تلاش کریں۔ کے دستخط کے بعد سے دونوں حکومتیں کئی بار دوطرفہ بات چیت میں مصروف رہی ہیں۔ شملہ معاہدہ، عملی طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ بہت زیادہ زیر بحث اور کثرت سے تجویز کردہ قراردادیں عملی طور پر پرانی ہیں اور ان پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔

نواز شریف نے بطور وزیر اعظم پاکستان، موضوع کے بارے میں پہلے ہاتھ کی معلومات رکھتے ہوئے ان قراردادوں کو پاس کرنے کا فیصلہ کیا اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے فریم ورک سے باہر بات چیت کی۔ اسی طرح کچھ دیگر جماعتوں بشمول پی پی پی اور تحریک انصاف نے بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کے دائرہ کار سے باہر مذاکرات کی حمایت کی ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر اے پی سی نے کشمیر پر قرارداد تیار کی جس میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔

لیکن ایک کشمیری جو مبصر کے طور پر ان کے پاس گیا، اور اسے 'پاکستان نواز کشمیری' سمجھا جاتا ہے، اس نے شاید اپنے سیاسی آقاؤں کے کہنے پر یہ مطالبہ کرتے ہوئے بم پھینکا کہ قرارداد کو اقوام متحدہ کی قراردادوں سے مشروط کیا جائے۔ اے پی سی کے مندوبین، شاید اس غیر متوقع مداخلت کے دباؤ میں اپنی سابقہ قرارداد میں ترامیم کرنے پر رضامند ہو گئے۔

لیکن وہ بھول گئے کہ یہ وہی قراردادیں ہیں جو کشمیر کے لوگوں کو آزادی کے حق سے محروم کرتی ہیں۔ جو حل فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جو پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آزاد کشمیر اور گلگت وبلتستان سے تمام فوجیں واپس بلائے اور بھارت سے کہے کہ وہ اپنی فوج کا صرف ایک بڑا حصہ نکالے۔

اے پی سی میں اس قرارداد کو پاس کر کے کیا یہ رہنما شملہ معاہدے سے لے کر اب تک پاکستان نے کشمیر پر جو کچھ کیا ہے اس کی نفی کر رہے ہیں، جس میں سابق وزیر اعظم نواز شریف کے دستخط شدہ لاہور معاہدے بھی شامل ہیں؟ کیا وہ خود اس بات کا عہد کر رہے ہیں کہ وہ آزاد کشمیر اور گلگت وبلتستان سے پاکستانی فوجیں نکالیں گے اور بھارت کو وہاں اپنی فوجیں رکھنے دیں گے؟ بھارت کی کشمیر میں تقریباً 50 لاکھ فوجیں موجود ہیں اور اگر بھارت ساٹھ فیصد، جو کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق 'بلک' سمجھا جا سکتا ہے، واپس لے لیتا ہے، تو کیا یہ ان رہنماؤں کے لیے قابل قبول ہو گا؟

ان قائدین اور قارئین کے فائدے کے لیے میں اگست 1948 کی UNCIP کی قرارداد، حصہ 2 سے متعلقہ حصے پیش کر رہا ہوں، "کیونکہ ریاست جموں و کشمیر کی سرزمین میں پاکستان کی فوجوں کی موجودگی سے حالات میں ایک مادی تبدیلی آتی ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے سلامتی کونسل میں نمائندگی کی گئی، حکومت پاکستان ریاست سے اپنی فوجیں نکالنے پر راضی ہے۔"

"حکومت پاکستان ریاست جموں و کشمیر سے قبائلیوں اور پاکستانی شہریوں کے انخلاء کو محفوظ بنانے کے لیے اپنی پوری کوشش کرے گی جو وہاں کے عام طور پر رہائش پذیر نہیں ہیں جو لڑائی کے مقصد سے ریاست میں داخل ہوئے ہیں۔"

"جب کمیشن ہندوستان کی حکومت کو مطلع کرے گا کہ یہاں کے حصہ 2 A2 میں جن قبائلیوں اور پاکستانی شہریوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ واپس لے گئے ہیں، اس طرح اس صورت حال کو ختم کر دیا جائے گا جس کی نمائندگی حکومت ہند نے سلامتی کونسل میں کی تھی کیونکہ ہندوستانی کی موجودگی کا موقع تھا۔ ریاست جموں و کشمیر میں افواج، اور مزید، کہ پاکستانی افواج کو ریاست جموں و کشمیر سے واپس بلایا جا رہا ہے، حکومت ہند اس بات پر رضامندی ظاہر کرتی ہے کہ اس ریاست سے اپنی افواج کا بڑا حصہ ان مراحل میں نکالنا شروع کر دیا جائے جس پر اتفاق کیا جائے۔ کمیشن کے ساتھ۔"

اے پی سی کے شرکاء کو اس خرابی کی ذمہ داری قبول کرنی ہوگی، خاص طور پر نواز شریف، عمران خان، قوم پرست رہنما اور پیپلز پارٹی کے رہنما، جو زیادہ آزاد خیال اور سمجھدار ہیں، اور جو جانتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی ان قراردادوں کے بعد سے بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے گزر چکا ہے۔ گزر گیا اور زمینی حقیقت اور بین الاقوامی سیاست بدل گئی۔ گھڑی کا رخ موڑ کر آپ جدوجہد یا جنگ نہیں جیت سکتے۔

حوالہ جات وحواشی

درانی، فاخر۔ کراچی نومولود بچیوں کے لیے قتل گاہ بنتا جا رہا ہے۔ دی نیوز، 26 اپریل 2018

بامک، حامد. افغانستان: بیواؤں کا ملک: ڈیلی آؤٹ لک افغانستان۔ 24 جون 2018۔

http://www.outlookafghanistan.net/topics.php?post_id=21182

گرامسکی، انتونیو۔ جیل نوٹ بک سے انتخاب۔ نیو یارک. انٹرنیشنل پبلشرز، 1971۔

حنیف، محمد۔ پاکستان: جہاں روزانہ خواتین کو ذبح کرنے کی خبریں بمشکل بنتی ہیں۔ دی گارڈین، 9 مئی 2019

علوی، حمزہ۔ پوسٹ نوآبادیاتی معاشروں میں ریاست: پاکستان اور بنگلہ دیش: نیولیفٹ ریویو I، نمبر۔ 74

(1972):59-81۔

کارپ، ہارون۔ بریفنگ پیپر: عالمی سویلین ہیلڈ آتشیں اسلحہ نمبروں کا تخمینہ لگانا۔ چھوٹے ہتھیاروں کا سروے، جون 2018۔

شاہ، میاں مجاہد وغیرہ۔ گھر میں موت: خیبر پختونخوا میں خواتین کے خلاف گھریلو تشدد۔ ایوب میڈیکل کالج، ایبٹ آباد کا جریدہ، 2012؛24(1)

ہر قصبہ، رپورٹ۔ بندوقیں اور خواتین کے خلاف تشدد: امریکہ کا منفرد تشدد مہلک مباشرت ساتھی تشدد کا مسئلہ۔ 17 اکتوبر 2019۔

https://everytownresearch.org/reports/guns-intimate-partner-violence

کارلیس، میڈلین۔ یہ ہے امریکہ میں گھریلو تشدد کیوں بہت سی خواتین اور بچوں کو مارتا ہے۔ TIME۔ 17 اکتوبر 2019۔

/https://time.com/5702435/domestic-violence-gun-violence

لکسمبرگ، روزا جونئس کا پرچہ فروری 1916۔